M.A ISLAMIC STUDIES SEMISTER (1)PAPER MIS (104)

TOPIC:SIR SYED AHMAD KHAN

BY MUMTAZ ALAM RAZVI

DATE 14/06/2021

سرسید احمد خان اور علم کلام ۔۔

ہندوستان پر انگریزوں کے غلبے کے بعد اسلامی عقائد ومعمولات کے تعلق سے نئے شکوک وشبہات کا دوردورہ شروع ہوا پہلے عقائد واعمال کے مسائیل پر جن اعتراضات کا سامنا تھا انہیں عقائد واعمال پر نئے اعتراضات شروع ہوئے اس فن کے ماہرین کی ذمہ داری تھی کہ اب وہ نئے طریقے سے ان مسائل پر بحث وتمحیص کرے بہت سے علمانے اس نہج پر کام کیا مگر ان کا انداز زیادہ تر وہی تھا جو پرانی کتابوں میں مذکور ہے اس طرح کے جوابات سے مخاطب کو مطمئن کرنا دشوار تھا اس لئے بعض متکلمین نے غوروفکر کیا کہ سوال جس نداز میں قائم ہورہا ہے جواب بھی اسی انداز میں دیا جائے اور ایک نئے "علم الکلام" کی داغ بیل ڈالی جائے تاکہ مذہبوقت کے تقاضوں کا ساتھ دے سکے سرسید احمد انہیں دانشور اور مفکرین ومتکلمین میں سے ایک تھے وہ چاہتے تھے کہ اس دور میں مذہب اسلام کی تفسیر وتعبیر اس عہد کے مروجہ رجحانات کے مطابق ہوتا کہ سائنس اور مذہب کے درمیان کی دوری ختم ہوجائے

۱۸۵۷ء کے بعد ہندوستان پر صرف انگریزوں کی حکومت ہی قائم نہیں ہوئی بلکہ اس کی تہذیب وثقافت اور مذہب وکلچر کا بھی غلبہ ہوا اور آہستہ آہستہ اس کے افکار ونظریات بھی اس خطے کے تمام اقوام پر غالب آنے لگے ان افکار ونظریات کو قبول کر لینا یا اپنا لینا اس ملک کی اکثریت طبقہ کے لئے کوئی مشکل نہیں تھا اس لئے ہندووں نے بڑی تیزی سے ان کے افکار ونظریات کو قبول کرنا شروع کردیا۔ وہ سوچ رہے تھے مسلمانوں کا اقتدار ختم ہوجائے اور ہم قابض ہوجائے انگریزوں کی نگاہ ہندوستان کی تجارت ومعیشت پر تھی اور اس پر غیر مسلم فائز تھے اس لئے ان کے ساتھ نرم رویہ رکھنا انگریزوں کی مجبوری تھی اور انگریزوں کے زیر اثر رہنا تاجر غیر مسلم کی مجبوری تھی

ادھر مسلمانوں کا حال یہ تھا کہ حکومت جانے کا افسوس وملال تھا اور دین کے بھی جانے کا خطرہ تھا اس لئے وہ انگریزون کے افکار وتہذیب کی اتباع سے کامل گریز کرنا چاہتے تھے جگہ جگہ دین کی بقاکے لئے مدارس اور دینی باتوں کو مقامی زبان میں منتقل کرنے کی تحریک چل رہی جتنے بڑے بڑے مذہبی گھرانے تھے سب دین کی بقا کی فکر میں تھے۔ چند گنے چنے لوگ تھے جو اس بات پر زور دے رہے تھے کہ انگریزی افکار ونظریات کو قبول کیا جائے ان لوگون میں سب سے بڑا نام سرسید احمد خان کا ہے جنھوں نے انگریزوں کے افکار ونظریات اور تعلیم وتہذیب کو مقبول عام کرنے کی تحریک چلائی تاکہ انگریزوں اور مسلمانوں کے درمیان تناو کی صورت ختم ہو اور زیادہ نقصان اٹھانے کی نوبت نہیں آئے ان کا مقصد رہا کہ مسلمانوں اور انگریزوں کے درمیان مصالحت ہوجائے تاکہ مسلمان بھی دیگر اقوام کی طرح زندگی کے مختلف شعبوں میں ترقی حاصل کرے ان کی یہ کوشش دنیادار طبقہ میں تو قابل تعریف تھی ہی دیندار طبقہ بھی ان کے ان اقدامات کی تعریف کرتے تھے انگریزوں

کی کامیابی صنعتی ایجادت تھی اوران کا پیغام تھا کہ ان فنون کو مسلمان بھی سیکھے اور معاشی استحکام کی راہ ہموار کرے

ان کی فکر یہ تھی جدید علوم وفنوم جو انگریز لے کر آئے ہیں ان کی اصطلاحات ضرور بدل گئی ہے نام ضرور بدل گئے ہیں مگر یہ وہی یونانی اور مسلم حکماء کے ایجاد کردہ فنون کی بدلی ہوئی صورت ہے جسے ہم ریاضی کہتے تھے اسی کو جدید اصطلاحات میں ''Maithmatics'' کہا جاتا ہے ان میں بعض علوم جو اس زمانے میں مروج نہیں تھے مروج ہو گئے ہیں مگر ان علوم میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جو اسلامی عقائد ونظریات سے متصادم ہو یا جسے سیکھنے سکھانے سے ایمان کو کوئی خطرہ لاحق ہو

جس طرح انہوں نے دیگر مسائل اور عناوین پر خامہ فرسائی کی ویسے ہی انہوں نے ''علم الکلام'' کی جدید توضیح وتشریح کیا اس توضیح وتشریح سے علمائے دین اور متکلمین یا مسلم معاشرہ کو اختلاف تو ہوسکتا ہے مگر سر سید کی نظر میں بھلائی کا یہی راستہ تھا جو انہوں نے لوگوں کے سامنے پیش کیا

ان کا خیال تھا کہ مسلمانوں تقلیدی جمود سے خود کو کنارہ کرلیں اس لئے اس بندھن کے ساتھ وہ حال کے مذہب کا مقابلہ نہیں کرسکیں گے انہیں براہ راست قرآن وحدیث سے احکام وعقائد کی تلاش کرنا چاہئے اسی مین دین اور مسلمان کی بقا ہے اسی لئے میں ہر طرح کی تحقیق کرتا ہوں ہو تقلید کی پرواہ نہیں کرتا

ان کا خیال تھا کہ دنیا کی وہ قومیں جن کے عقائد عقل ونظر کے خلاف ان کی یہ حالت ہے کہ وہ مذہب عقائد اور سائنسی یا دنیاوی ترقی کو دو الگ الگ دائرے میں رکھ کر کام کر رہے ہیں مسلمان بھی ایسا چاہے تو کر سکتے ہیں مسلمانوں کے عقائد عقل وفطرت کے مطابق ہے اور ایسا کرنا اس لئے بھی مشکل نہین ہے کہ اسلام دین فطرت ہے اس لئے سائنس یا دنیاوی ترقی اور اسلام میں کوئی تصادم نہیں ہے انہوں نے اپنے کلامی مباحث میں جدید اور قدیم کے درمیان ہونے والی تبدیلیوں کا ذکر کیا ہے مثلاً ان کی وضاحت تھی کہ پہلے نظریہ تھا کہ دنیا اور مافیہا سے بے نیاز ہو جایا جائے اب جدید نظریہ ہے کہ دنیا نسان کے فائدے کے لئے ہے پس انسان کو اس کے حصول کی بھی کوشش کرنی چاہئے اسی طرح انہوں نے دوسرے خیالوں کے ترجمانی کی ہے انہوں نے ایک جگہ لکھا ہے کہ پہلے معجزہ سے انبیا کی نبوت کی تصدیق ہوتی تھی اب اس کی تصدیق نیچر سے ہوتی ہے نیچر کو انہوں نے اپنے یہاں بڑی اہمیت دی ہے اور کہا ہے کہا سلام میں کوئی ایسی چیز نہیں جو نیچر کے خلاف ہو ان کا دعویٰ تھا کہ اگر اگر دنیا کے تمام مزاہب کو دیکھا پرکھا جائے تو فطرت ونیچر سے ان مین سب سے زیادہ قریب اسلام ہے اور عقل انسانی کو مطمئن کرنے کے جتنے ذرائع ہیں ان میں سب سے زیادہ اہم قرآن کریم ہے بیشک پہلے کے حکما ومتکلمین سے قرآن کو سمجھنے کی کوشش کی اور سمجھا بھی مگر موجودہ زمانے میں ان کی توضیحات آج کے زمانے مین لائق اعتنا نہیں ہے اس مسائل کو جدید نظریہ کلام سے سمجھنے کی ضرورت ہے

انہوں نے اپنے نظریات کو سمجھانے کے لئے جس اصطلاح کو موقع بمقع استعمال کیا وہ فطرت ونیچر ہے انہوں نے اسی نظری پر قرآن وحدیث اور دیگر اسلامی عقائد ومعمولات کو سمجھنے کی کوشش کی ہے اس لئے ان کے نظریہ کلامی کو نیچری نظری بھی کہا جاتا ہے